رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

شرح چندہ

سالانہ ۱۲ روپے

ششماہی ۷ "

سہ ماہی ۴ "

ماہوار ۱½ "

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

جلد ۲ | ۷ شہادت ۱۳۲۷ ہش | ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ | ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء | نمبر ۹۳

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۶ ماہ شہادت ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت کئے دن تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بخار کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

"حیدرآباد کے متعلق ہمارے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا ہے"

پنڈت نہرو کا بیان

نئی دہلی ۲۶ اپریل۔ آج صبح کانگرس کمیٹی نے خفیہ اجلاس میں حیدرآباد کے مسئلہ پر غور کیا پنڈت نہرو نے ممبروں کو بتایا کہ انڈین یونین ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن وہ جلد بازی میں کوئی ایسا قدم بھی نہیں اٹھائیگی جس سے یونین کے وقار کو صدمہ پہنچے۔ ایک دعوت کے موقعہ پر پنڈت نہرو نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ حیدرآباد کے متعلق اب انڈین یونین کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اس وقت سب سے ضروری سوال اس کی انڈین یونین میں شمولیت یا وہاں پر عوام کی حکومت قائم کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ وہاں پر ایک ایسا طبقہ موجود ہے۔ جو ہمارے خلاف سرگرم عمل ہے۔ انڈین یونین اس امر کو کبھی برداشت نہیں کریگی۔ اور وہ اس کی روک تھام کے لئے ضروری قدم اٹھانے سے ہرگز نہیں ہچکچائیگی۔

بارہ مولا کے محاذ پر ہندوستانی فوج سے جھڑپ

ہندوستانی فوج کی پسپائی

تراڑکھل ۲۶ اپریل۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ نے ایک اعلان میں بتایا ہے۔ کہ بارہ مولا کے محاذ پر آزاد فوج کے گشتی دستوں کا ہندوستانی فوج کے ساتھ ایک جھڑپ ہوئی۔ دشمن کو کافی نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ پونچھ میں گھری ہوئی ہندوستانی فوج نے ہمارے محاصرے کو توڑنے کی کوشش کی لیکن ہماری فوج نے اس کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

عرب ممالک فلسطین کو فوجی مدد دینگے

عمان ۲۶ اپریل۔ عرب ممالک کے نمائندوں نے حیفہ پر یہودیوں کے حملہ اور دیگر تازہ حالات پر غور کیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ سب ایک متفقہ پروگرام پر عمل کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ عرب ممالک نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ فلسطین میں برطانیہ کی نگرانی ختم ہونے کے بعد عرب ممالک اعراب فلسطین کی فوجی مدد کریں۔ اس سلسلے میں بہت اہم فیصلے کئے گئے۔ کانفرنس میں مصر۔ شرق اردن اور لبنان کے نمائندے بھی موجود تھے۔

مغربی پنجاب کی مجلس قانون ساز کا

آئندہ اجلاس جون میں ہوگا

لاہور نامہ نگار خصوصی کے قلم سے ۲۶ اپریل

مغربی پنجاب کی مجلس قانون ساز کا اجلاس جو مئی میں منعقد ہو رہا تھا۔ اب جون کے پہلے ہفتے میں شروع ہوگا۔ اس اجلاس کے ایجنڈے کی اہم شقیں۔ پاکستان دستور ساز اسمبلی کیلئے نئے ارکان کا انتخاب اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب ہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ خان عبدالستار خاں نیازی کا پردہ بل اور محکمہ پبلسٹی کے متعلق قرارداد بھی اسی اجلاس میں زیر بحث لائے جائینگے۔

مشرقی پنجاب کی وزارت میں توسیع

شملہ ۲۶ اپریل۔ مشرقی پنجاب کے وزیر اعظم ڈاکٹر گوپی چند نے ایک بیان میں بتایا کہ وزارت میں ردوبدل اور توسیع کرنے کا قطعی فیصلہ ہو گیا ہے۔

سندھ اسمبلی کے پندرہ ممبروں نے پیر الٰہی بخش کو اپنا لیڈر مقرر کر لیا

"پارٹی کی اکثریت اب بھی میرے ساتھ ہے" (وزیر اعظم)

کراچی ۲۶ اپریل۔ سندھ اسمبلی کے پندرہ لیگی ممبروں نے ایک بیان میں پیر الٰہی بخش کو پارٹی کا لیڈر مقرر کرنے کے فیصلے کا اعلان کیا ہے۔ ادھر مسٹر محمد ایوب کھوڑو وزیر اعظم نے ایک بیان میں کہا ایوان کی اکثریت کو اب بھی مجھ پر پورا اعتماد ہے۔ میں نے ۳۰ اپریل کو لیگ پارٹی کا اجلاس طلب کیا ہے تاکہ پارٹی کی لیڈرشپ کے متعلق پارٹی کی قطعی رائے معلوم ہو سکے۔ وزارتی جھگڑے کے سلسلے میں آج سر غلام حسین ہدایت اللہ گورنر سندھ نے پون گھنٹہ تک قائد اعظم سے ملاقات کی۔

ہاتھ سے کپڑا تیار کرنے کی صنعت کو فروغ دینے کی ضرورت

کراچی ۲۶ اپریل۔ مسٹر غلام محمد وزیر خزانہ حکومت پاکستان نے پاکستان کی اقتصادی کنٹرول کانفرنس میں کپڑے کی قلت کا ذکر کرتے ہوئے اس پر زور دیا کہ ہاتھ سے کپڑا تیار کرنے کی صنعت کو پاکستان میں بہت فروغ دینے کی ضرورت ہے آپ نے کہا اس سے کپڑے کی قلت بھی بڑی حد تک دور ہو سکتی ہے اور اس کے علاوہ کسانوں کی آمدنی میں بھی معتدبہ اضافہ ہو سکتا ہے آپ نے رشوت ستانی کی لعنت کو دور کرنے پر زور دیا اور کہا کانفرنس کے نمائندوں کو یہ تہیہ کر لینا چاہیئے کہ وہ رشوت کو بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کریگا۔

صوبہ سرحد میں بارہ نئے کارخانے قائم کرنے کی تجویز

پشاور ۲۶ اپریل۔ صوبہ سرحد کی دو روزہ صنعتی کانفرنس آج ختم ہو گئی۔ کانفرنس میں مغربی پنجاب کے بھی متعدد کارخانہ دار شامل ہوئے۔ کانفرنس کی مختلف سب کمیٹیوں کی سفارشات پر غور کرنے کے لئے ایک مستقل سب کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے ان سفارشات میں بارہ نئی ملیں اور فیکٹریاں کھولنے کی تجویز کی گئی ہے۔ ان میں کمانڈ بنانے گرم کپڑا تیار کرنے۔ چمڑے کے اور پھلوں کو دیر تک محفوظ رکھنے کیلئے کارخانے بھی شامل ہیں۔

اٹھانے سے ہرگز نہیں ہچکچائیگی۔

کھیلوں کی کانفرنس

کراچی ۲۶ اپریل۔ پاکستان کے وزیر داخلہ مسٹر فضل الرحمان نے آج کھیلوں کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔

نہروں کے چلنے میں تاخیر کی وجہ

شملہ — نامہ نگار خصوصی سے — ۲۶ اپریل

مشرقی پنجاب کے چیف سیکرٹری مسٹر سچدیو نے ایک بیان میں کہا۔ اپر باری دوآب اور دیپالپور نہروں کے متعلق سابقہ معاہدوں کی میعاد ۳۱ مارچ کو ختم ہو رہی تھی لیکن مغربی پنجاب کی حکومت نے آخری تاریخ کے متعلق دو دفعہ اطلاع دینے کے باوجود اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ آپ نے کہا اب نیا معاہدہ دونوں حکومتوں کے چیف انجینئروں میں ہو چکا ہے اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ حکومت مغربی پنجاب کیطرف سے آخری منظوری کی اطلاع بہت جلد بھیجدی جائیگی لیکن تاحال حکومت پھر خاموش ہے۔

برمی سفیر پشاور میں

پشاور ۲۶ اپریل۔ پاکستان میں مقیم برمی سفیر نے اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے طلباء کو تحریک کی کہ وہ عوام کی اقتصادی بہبودی کیلئے کام کریں۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی-اے- ایل ایل-بی

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی-اے- ایل ایل-بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ہماری ضروریات

(از مکرم قریشی عبدالرشید صاحب نائب وکیل المال تحریک جدید)

جیسا کہ دوستوں کو علم ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے تبلیغی نظام کو دو حصوں میں تقسیم فرما دیا ہے یعنی ہندوستان اور پاکستان کے اندر تبلیغ کا کام صدر انجمن احمدیہ کے سپرد ہے اور پاکستان اور ہندوستان سے باہر غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کی تمام تر ذمہ داری تحریک جدید پر ہے۔ تحریک جدید کے نظام کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ۶۴ مبلغین مندرجہ ذیل بیرونی ممالک میں اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہیں:۔ ۱۔ انگلستان ۲۔ فرانس ۳۔ ہالینڈ ۴۔ سوئٹزرلینڈ ۵۔ سپین ۶۔ شمالی امریکہ ۷۔ ارجنٹائن ۸۔ سیرالیون ۹۔ نائیجیریا ۱۰۔ گولڈ کوسٹ ۱۱۔ مشرقی افریقہ ۱۲۔ سنگاپور ۱۳۔ بورنیو ۱۴۔ جاوا ۱۵۔ فلسطین ۱۶۔ عدن ۱۷۔ ایران۔ اور عنقریب پانچ مزید مجاہدین فریضہ تبلیغ کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور اس طرح یہ تعداد ۶۹ تک پہنچ جائے گی۔ اور امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ تعداد بہت جلد سو تک ہو جائے گی۔

ہمارے یہ واقفین بھائی جس محنت، تندہی اور جانفشانی سے اور تنگ حالات میں کام کر رہے ہیں۔ وہ دیکھ کر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور دل رشک کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یہ لوگ "ایسے تنگ حالات میں گزارہ کر رہے ہیں۔ جس کے متعلق یہاں کے لوگ قیاس بھی نہیں کر سکتے کہ ایسا گزارہ ممکن ہے۔ اور ان میں سے کئی کا یہ حال ہے کہ پیسے بھی ہیں بعض مقامات میں فاقوں سے بھی دو چار ہوتے ہیں۔ مگر وہ اپنے اخلاص کی وجہ سے جس طرح ہو سکتا ہے گزارہ کر رہے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض کے پاس پیسہ نہیں ہوتا۔ مگر وہ ہر صورت میں گزارہ کرتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس ملک کے معیار کے لحاظ سے بہت ہی کم خرچ پر گزارہ کر رہے ہیں۔ اور اگر اس ملک کے اخراجات اور اس گزارہ کا جو ان کو دیا جاتا ہے موازنہ کیا جائے تو وہ گزارہ جو ان کو ایک ہفتہ کے لئے دیا جاتا ہے ایک ہفتہ کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ بیچارے جس طرح بھی ہو سکتا ہے اسی ایک ہفتہ کے لئے ناکافی خرچ سے چند ہفتہ گزارہ کرتے ہیں۔ اور اس سہارے میں ان کو کئی قسم کی تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ بعض کو فاقوں تک نوبت پہنچی ہے۔ مگر وہ ان ساری باتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کے گزارے کا یوں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یورپ میں سب ملکوں سے غریب ملک ورس ہے یا اس کے ساتھ جو متحدہ علاقے ہیں مگر وہاں ایک انسان تین پاؤنڈ فی ہفتہ کماتا ہے یعنی بارہ پاؤنڈ ماہوار۔ فرانس اور انگلستان کا معیار اس سے بہت بلند ہے۔ وہاں کا مزدور چار پاؤنڈ سے لیکر آٹھ پاؤنڈ تک فی ہفتہ کماتا ہے اور امریکہ میں تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ مگر فرانس اور انگلستان کو ہی لے لو۔ وہاں کے مزدور کی کمائی قریباً سترہ پونڈ سے لیکر چونتیس پونڈ تک ماہوار بنتی ہے۔ مگر ہم اپنے مبلغین کو انگلستان اور دوسری جگہوں میں زیادہ سے زیادہ چھ پونڈ ماہوار گزارہ دیتے ہیں...... گویا ہم ان کو وہاں کے ادنیٰ مزدوروں سے بھی کم خرچ دیتے ہیں اور اس طرح سے ہمارے مبلغین نہایت تنگی سے گزارہ کرتے ہیں۔"

لیکن باوجود اس امر کے کہ ہمارے یہ نوجوان بھائی پوری کفایت اور تنگی سے کام کر رہے ہیں۔ اور بعض مقامی جماعتیں بھی کسی حد تک اخراجات کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ تحریک کی موجودہ آمد اس کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کرنے سے قاصر ہے اور مستقبل قریب میں یہ اخراجات اور بھی بڑھنے والے ہیں۔ باہر کے مبلغین کی تعداد عنقریب انشاء اللہ سو تک پہنچنے کو ہے۔ اگر ایک مبلغ کے باہر بھیجنے کے خرچ کا اندازہ اوسطاً دو ہزار روپے لگایا جائے تو ہر تین سال کے بعد سو مبلغ کے جانے اور سو مبلغ کے واپس آنے کے لئے چار لاکھ روپے کی ضرورت ہو گی۔ اس کے علاوہ بہت سی جگہوں پر مشنوں کے اپنے مکانات یا مسجدیں نہیں۔ اگر وہاں پر نئے مکانوں وغیرہ کی خرید کا بندوبست کیا جائے تو ہر ملک میں دو لاکھ کے قریب مسجد کی تیاری اور مکان کی خرید کے لئے چاہیئے۔ اس کے علاوہ تحریک جدید پر دس گیارہ لاکھ روپے کا قرض ہے۔ جس کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے ان اخراجات اور ضروریات کے مقابلہ آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ آمد اور ایک معمولی ریزرو فنڈ کی ضرورت ہے لیکن اس کے بالمقابل تحریک کے دونوں دفتروں کی آمد صرف تین لاکھ سے کچھ اوپر ہے۔ اور یہ امر نہایت تشویشناک ہے۔ تحریک جدید کی اس مالی پوزیشن کے پیش نظر ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ کس طرح اتنی آمد پیدا کی جا سکتی ہے۔ جس سے یہ اخراجات پورے ہو سکیں۔

آخر ہم اپنے بیرونی مشنوں کو کسی صورت بھی بند نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بیج جو آج سے تقریباً پندرہ سال قبل بویا گیا تھا۔ اس کے فصل کاٹنے کے دن قریب آ رہے ہیں۔ اور وہ کون نادان ہوگا جو فصل پکنے کے قریب وقت اپنی کھیتی سے لاپرواہی برتے اور اسے ضائع ہونے دے۔ حضور کے الفاظ ہیں "موافق ہوائیں چل پڑی ہیں اور وہ دن دور نہیں جب ملکوں کے ملک احمدیت میں داخل ہونگے" انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس خواہ مشکلات کس قدر ہوں ہمیں تبلیغ کے کام کو بہرحال جاری رکھنا ہے۔ ان حالات میں ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم اپنی آمد کو کس طرح بڑھا سکتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک تجویز یہ فرمائی تھی کہ جو احمدی دوست اب تک تحریک جدید میں شامل نہیں ہو سکے ان کو شامل کیا جائے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "میں نے اس کے متعلق ایک نئی سکیم سوچی تھی کہ دفتر دوم کے مجاہدین کی کل رقم پورے نو سال تک جمع ہوتی رہیگی۔ اور اس طرح ہم ایک مضبوط ریزرو فنڈ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائینگے اور پھر اسی روپیہ کو تجارت وغیرہ میں لگا کر بڑھایا جا سکیگا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت دن بدن بڑھتی اور پھیلتی چلی جائے گی۔ اسلئے پانچ ہزار سے بڑھ کر دس ہزار اور دس ہزار سے بڑھ کر پندرہ ہزار اور پندرہ ہزار سے بڑھ کر بیس ہزار تک مجاہدین پیدا ہوتے جائینگے جو اخلاص اور جوش سے قربانیاں کرنیوالے ہونگے۔ اور اس طرح یہ بوجھ پھیل کر ہلکا ہوتا چلا جائے گا۔"

لیکن یہ افسوس کا مقام ہے کہ نوجوانوں نے من حیث الجماعت اس طرف پوری توجہ نہیں کی باوجود اس کے کہ دفتر دوم چوتھے سال میں قدم رکھ چکا ہے ابھی تک اس کے وعدوں کی مقدار ایک لاکھ سے کم ہے۔ اسلئے ضرورت ہے کہ دفتر دوم کی مضبوطی کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے۔ اور ہر احمدی جو تحریک جدید میں شامل ہے اسکو اپنے اردگرد نظر ڈالنی چاہیئے اور اپنے خاندان اپنے دوستوں اپنی جماعت میں جو بھی شامل نہیں اُسے دفتر دوم میں شمولیت کیلئے تحریک کرنی چاہیئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "آج سے پانچ سال بعد تحریک جدید کا سارا بوجھ دفتر دوم پر ہوگا اور دفتر اول اس وقت فارغ ہو چکا ہوگا اسلئے جب تک ہم دفتر دوم کو بھی چار پانچ لاکھ تک نہیں پہنچا دیتے اس وقت تک ہمیں پوری کامیابی میسر نہیں آ سکتی۔ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوستوں اپنے رشتہ داروں، اپنے واقفوں، اپنے ہم علاقہ اور اپنے ہم عصر لوگوں کو تحریک کرے۔ کہ ان میں سے جو لوگ اس وقت تک تحریک جدید میں حصہ نہیں لے سکے۔ وہ دفتر دوم میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔" "میں جماعت کے نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کی اہمیت کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان پر غور کریں اور جو پہلے سے اس جہاد میں حصہ لے رہے ہیں وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کریں۔ اور جو نوجوان کسی وجہ سے ابتک اس جہاد میں حصہ نہیں لے سکے وہ اب وعدے لکھائیں اور جہانتک ان سے ممکن ہو سکے زیادہ سے زیادہ قربانی کریں۔" "ہر نوجوان جسکی عمر اٹھارہ سال سے اوپر ہے اسبات کا عہد کرلے کہ وہ اس دور میں ضرور شامل ہوگا۔ اگر نوجوان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھینگے تو تھوڑے ہی دنوں میں ان کی تعداد دس بیس ہزار تک پہنچ جائیگی اور پھر یہ تعداد آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائیگی۔ ہر نوجوان یہ سمجھ لے کہ یہ کام کسی اور نے نہیں کرنا بلکہ میں نے ہی کرنا ہے اور اس کی سب سے بڑی ذمہ داری مجھ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اگر نوجوان اس عظیم الشان ذمہ داری کو سمجھ لینگے تو یقیناً ہم ایک نہایت مضبوط ریزرو فنڈ قائم کر سکیں گے...... میں جماعت کے نوجوانوں کو خواہ وہ لاہور کے رہنے والے ہوں ..... سیالکوٹ کے رہنے والے ہوں یا گجرات کے لیناد کے رہنے والے ہوں یا دہلی کے اور اس سے آگے چل کر حیدرآباد یا کسی اور علاقے کے رہنے والے ہوں۔ اس امر کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بات کو اپنے ذمہ لیں کہ انہوں نے ہر ممکن طریق سے اس اگلے دور کو کامیاب بنانا ہے اور اس کیلئے انہیں کتنی بھی قربانی کرنی پڑے وہ ضرور کرینگے اور وہ کسی نوجوان کو بھی اس میں حصہ لئے بغیر نہیں چھوڑینگے۔"

امید ہے ہمارے نوجوان بھائی اپنے امام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھینگے اور تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو کر ایک مضبوط ریزرو فنڈ قائم کرینگے۔ جماعت کے پریذیڈنٹ صاحبان، سیکرٹریان مال اور سیکرٹریان تحریک جدید کو تحریک میں خصوصاً غور کرنا چاہیئے کہ وہ

(باقی صفحہ ۷ پر)

روزنامہ الفضل لاہور
۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء

واپسی

ہماری دلی خواہش تھی کہ تقسیم کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے۔ اور پاکستان میں غیر مسلم خواہ ہندو ہوتے یا سکھ اسی طرح آباد رہتے۔ جس طرح کہ صدیوں سے وہ یہاں آباد چلے آتے تھے۔ کیونکہ باوجود مذہبی اختلافات کے عوام میں ایک طرح سے کئی ایسی مشترکہ وجوہات موجود تھیں۔ کہ تمام مذاہب کے لوگ اکٹھے امن و امان سے زندگی بسر کر سکتے تھے۔ اور اپنے کاروبار جاری رکھ سکتے تھے۔ یہی حالت مشرقی پنجاب اور ہندیونین کے دوسرے صوبوں کی تھی کہ وہاں بھی مسلمان اپنے غیر مسلم ہمسایوں سے گزر کر سکتے تھے۔

جہاں تک ہمارا خیال ہے پاکستان کے مطالبہ میں یہ امر شامل نہیں تھا۔ کہ تبادلہ آبادی کیا جائے گا۔ اور اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ وہ الگ کر دیئے جائیں۔ اور وہاں الگ حکومت ہو تاکہ ان علاقوں کے مسلمان آزادی سے اپنی تہذیب و تمدن کی حفاظت کر سکیں۔ جو متحدہ ہندوستان میں محض ایک اقلیت رہ جانے کی وجہ سے ناممکن تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اس علاقہ میں غیر مسلم بالکل نہ رہیں۔ اور صرف مسلمان ہی رہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے کئی بار اپنی تقریر و تحریر میں اس بات کا غیر مبہم الفاظ میں اظہار کیا تھا۔ اور یقیناً دوسرے مسلمان لیڈروں اور عوام کا بھی یہی خیال تھا۔ کہ تقسیم کے بعد کسی قسم کا تبادلہ آبادی عمل میں نہیں آئے گا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں میں امن سے بیٹھے رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ تقسیم کے بعد جو جبری تبادلہ آبادی کا طوفان اٹھا۔ اس میں مسلمانوں کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ یہی سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ تقسیم کے بعد بھی وہ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے۔ اگرچہ نظری طور پر دونوں طرف کبھی کبھی تبادلہ آبادی کے امکان پر اظہار خیال ہوتا رہا۔ لیکن یہ بات تو خاصکر مسلمانوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ کہ ان کو مار مار کر وہاں سے باہر نکال دیا جائے گا۔ اور وہ پاکستانی علاقہ میں بطور پناہ گزین آکر آباد ہوں گے۔ کسی لیڈر کے دماغ میں کبھی ایسی بات آئی ہو۔ تو علم نہیں۔ مگر جہاں تک عوام کا تعلق ہے وہ بالکل نچنت تھے۔ بعد میں جو کچھ ہوا اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کسی مسلمان لیڈر کے ذہن میں بھی یہ خیال پوری اہمیت کے ساتھ موجود نہیں تھا۔

دوسری طرف بھی عوام کا ایک ایسا طبقہ ہوگا جس کی ذہنیت مسلمانوں کی سی ہوگی لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ عام طور پر ہندوؤں اور سکھوں نے ایک سکیم کے مطابق عمل کیا۔ یہ سکیم ان کے لیڈروں نے پہلے سے بنائی تھی۔ اور اسکی کافی اشاعت پہلے ہی کی جا چکی تھی۔ بلکہ تقسیم سے بھی پہلے اس پر عمل شروع کر دیا گیا تھا۔ یہ سکیم ایک بڑی سکیم کا جزو تھا جس کا ایک پہلو تو یہ تھا۔ کہ تمام غیر مسلم سرمایہ پاکستان سے نکال لیا جائے۔ اور اس طرح اقتصادی طور پر اسکو ناقابل کر دیا جائے۔ اور دوسرا پہلو جو اصولی تھا یہ تھا کہ مسلمانوں کو حتی الوسع اس بر کوچک سے بالکل ناپید کر دیا جائے۔ عملاً خواہ یہ بڑی سکیم کتنی ہی خیال خام کیوں نہ ہو۔ لیکن ایسے آثار موجود ہیں۔ جن سے اس خطرناک سکیم کی نہایت واضح نشاندہی ہوتی ہے۔

غیر مسلموں کی ذہنیت تبدیل ہوئی ہے یا نہیں اس کا اندازہ لگانا ابھی ممکن نہیں۔ اگرچہ بعض واقعات سے اس ذہنیت کے نہ بدلنے کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن بظاہر یہ کوشش ضرور ہو رہی ہے۔ کہ پہلے سے حالات خوشگوار ہوں۔ اس کا ایک بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ بہت سے صاحب جائداد ہندو لاہور میں واپس آگئے ہیں۔ اور اپنی اپنی جائدادوں کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور اب تک بہت سے کامیاب ہو چکے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حکومت مغربی پنجاب کو ایسے آنے والوں کے لئے سہولتیں پیدا کرنی چاہئیں۔ لیکن جس طریقے سے یہ یکطرفہ کام ہو رہا ہے۔ اس سے مسلمانوں کی سادہ دلی ضرور ظاہر ہوتی ہے ہم اس بات کے حق میں ہیں۔ کہ پہلے سے حالات پیدا ہو جائیں۔ اور دونوں ملکوں میں کسی کو آباد ہونے سے کوئی امر مانع نہ ہو۔ لیکن گذشتہ چند ماہ میں جو جبری تبادلہ ہوا ہے۔ اس کے نتائج کو ہم موجودہ وقت میں نظرانداز نہیں کر سکتے۔ خاصکر جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ مشرقی پنجاب میں ابھی تک وہ فضا پیدا نہیں کی جا سکی۔ کہ ایک مسلمان وہاں جا کر اس امن اور چین سے رہ سکے۔ جس طرح ایک ہندو اب لاہور میں رہ رہا ہے۔ اس کا صریح نقصان یہ ہے۔ کہ ایک مسلمان جو اپنی جائداد وہاں چھوڑ آیا ہے۔ وہ تو جوں کی توں غیر مسلموں کے تصرف میں ہے۔ لیکن یہاں کی جائداد پر بھی غیر مسلم ہی قابض ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ہم نے ان کالموں میں پہلے بھی یہ بات بتائی تھی۔ کہ یہ کام دونوں طرف کی حکومتوں کو حکومتی سطح پر معاہدہ کی صورت میں طے کرنا چاہیئے۔ اور ایک پروگرام وضع کیا جانا چاہیئے۔ جس کے مطابق واپس آنے اور جانے والوں کو آباد کیا جائے۔ مثلاً ایک طریقہ یہ ہے کہ جتنے غیر مسلم لاہور میں آباد کئے جائیں۔ اتنے ہی مسلمان امرتسر میں آباد کئے جائیں جتنی جائداد لاہور میں ہندوؤں کو دی جائے اتنی ہی مالیت کی جائداد مسلمانوں کو امرتسر میں واپس کی جائے۔ اور اس طرح باقاعدگی سے واپسی کا کام چلایا جائے۔ جو معاہدات اب تک اس بارے میں ہوئے ہیں۔ وہ نہایت مبہم ہیں۔ اور ان میں کوئی باقاعدہ پروگرام نہیں ہے۔ جس کو حکومتوں نے اختیار کیا ہو۔ ان معاہدات کے مطابق اگرچہ حکومتیں آنے والوں کو سہولتیں دینے کی ذمہ دار ہیں۔ لیکن ان کی تکمیل کے لئے مشرقی پنجاب کی حکومت تو کچھ بھی نہیں کر رہی۔ اگرچہ زبانی جمع خرچ بہت بے بہا نے بھی پیش کرتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ مسلمان آتے ہی نہیں۔ اور نہ لائسنس لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عذرات خود اس امر کی دلیل ہیں کہ حکومت مشرقی پنجاب وہاں مسلمانوں کے لئے سازگار فضا پیدا نہیں کر سکی۔ بلکہ اس سے یہ نتیجہ بھی نکالا جا سکتا ہے۔ کہ حکومت چاہتی ہی نہیں کہ مسلمان وہاں آئیں۔ کیونکہ اگر وہ چاہتی تو ناممکن تھا۔ کہ اب تک وہ ایسی پر امن فضا قائم کرنے میں ناکام رہتی۔

ایسی صورت میں حکومت مغربی پنجاب کا یہ فرض ہے کہ وہ آنے والوں کو صرف کسی ایسے پروگرام کے مطابق آباد ہونے کی اجازت دے جو وہ پہلے مشرقی پنجاب کی حکومت سے مندرجہ بالا تجویز کی روشنی میں طے کرلے۔ اور اگر محسوس کرے۔ کہ مشرقی پنجاب کی حکومت معاہدہ کے مطابق عمل نہیں کر رہی۔ تو محض اپنی دیانتداری کے مظاہرہ کے لئے ان مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائے جو اپنی جائداد تو وہاں چھوڑ آئے ہیں۔ لیکن یہاں کی جائداد بھی واپس کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مغربی پنجاب کے بعض برسراقتدار لوگ ذاتی انتفاع یا دوستی کے لئے آنے والوں کی انفرادی طور پر بڑی مدد کر رہے ہیں۔ یہ طریق ملک و قوم کے مفاد کے بالکل خلاف ہے۔

آخر میں ہم پھر یہ عرض کرتے ہیں کہ اس تحریر سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ غیر مسلموں کو یہاں آباد نہ کیا جائے۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کو آباد کرنے کے لئے بھی کوئی ضمانت ہونی چاہیئے۔ اور کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہیئے۔ کہ وہاں جانے والے مسلمان بھی اسی طرح امن اور چین سے آباد ہو سکیں۔ جس طرح یہاں ہندو آباد ہو رہے ہیں۔ باقی رہا رواداری کا سوال تو یہ تو کوئی رواداری نہیں ہے کہ مسلمان تو دونوں طرف خسارے میں رہیں۔ اور غیر مسلم دونوں طرف فائدہ میں۔

ریزگاری کے اڈے

لاہور کے بازاروں خاصکر انارکلی میں بہت سے ایسے اڈے بن گئے ہیں جہاں ریزگاری کا بیوپار ہوتا ہے۔ اور اس کی خوب گرم بازاری ہے۔ یہ لوگ ٹوٹے پھوٹے میلے کچیلے نوٹ یا پرانے سکے کم قیمت پر خرید لیتے ہیں۔ اور اسطرح اپنی کمیشن پیدا کر رہے ہیں۔ ایسے اڈے یا دوکانیں عموماً بڑے بڑے شہروں میں ہوتی ہیں خاصکر بندرگاہوں میں جہاں مختلف ملکوں کے سکہ جات کا تبادلہ نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس کا بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ملک کی ساکھ کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور سکہ کی مالیت گر جاتی ہے۔ لیکن اس کے ذمہ دار زیادہ تر وہ دوکاندار ہیں۔ جو ذرا ذرا سے نقص پر نوٹ لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ اچھے خاصے نوٹ کو لوٹا دیا جاتا ہے۔ لوگ ریزرو بنک جانے کی زحمت سے بچنے کے لئے آنہ ڈیڑھ آنہ فی روپیہ کا خسارہ برداشت کر کے ان لوگوں کے فروغ کا باعث بن رہے ہیں۔

جلسہ مستورات

۲ مئی بروز اتوار شام کو پانچ بجے وقتی ہال میں مستورات کا جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں لاہور کیلئے نئے جنرل صدر اور سیکرٹری کا انتخاب کیا جائے گا۔ لاہور کے تمام حلقہ جات کی لجنہ کی ممبرات سے پرزور درخواست ہے کہ جلسہ میں شامل

سونا چاندی اور زیورات پر زکوٰۃ

زیورات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ یہ ہے کہ

"جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جو رکھا رہتا ہے۔ اور کبھی کبھی پہنا جائے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ جو زیور پہنا جائے۔ اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے۔ کہ اس کی زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے۔ اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔" چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ ہے۔ اور چاندی پر زکوٰۃ کی شرح ۴۰واں حصہ ہے۔ پس ۵۲ تولہ ۶ ماشہ میں سے ۱ تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی کے برابر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سونے کا نصاب ۷ تولہ ۶ ماشہ ہے۔ اور زکوٰۃ کی شرح ۴۰واں حصہ یعنی ۷ تولہ ۶ ماشہ میں سے ایک تولہ ۲ ماشہ ۲ رتی ۴ چاول زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہوگی۔ اگر سونے اور چاندی کے ساتھ کوئی اور دھات ملی ہوئی ہو۔ تو اس کا اندازہ لگا لیا جائے۔ کہ اس میں کس قدر سونا یا چاندی ہے۔ پھر اس سونے یا چاندی کی مقدار کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوگی۔ زکوٰۃ کی تمام رقوم امام وقت کے حضور پیش ہونی ضروری ہیں۔ اس لئے جن احباب اور بہنوں پر زکوٰۃ فرض ہو۔ وہ زکوٰۃ کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ پاکستان جودھامل بلڈنگ لاہور کے پتہ پر بھجوائیں۔ تا کہ حضور کے ارشاد کے ماتحت خرچ ہو سکیں۔ نظارت بیت المال

پریذیڈنٹ صاحبان توجہ فرمائیں۔

اس سے قبل کئی مرتبہ بذریعہ اخبار الفضل اور بذریعہ خطوط امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی خدمت میں گزارش کی جا چکی ہے۔ کہ وہ اپنے ہاں مجلس خدام الاحمدیہ کی شاخ قائم کر کے مرکز میں اطلاع دیں۔ مگر اس سلسلہ میں بہت ہی کم احباب نے توجہ فرمائی ہے جس کی رو سے ابھی تک مکمل طور پر پتہ نہیں لگ سکا۔ کہ ہمارے نوجوان کس کس مقام پر کتنی کتنی تعداد میں آباد ہوئے ہیں۔

وسط ماہ رواں میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سال رواں کے پروگرام کی نقول مجالس خدام الاحمدیہ کو بھجوائی گئی ہیں۔ لیکن جہاں جہاں مجلس قائم نہیں وہاں پریذیڈنٹ صاحبان کو نقول ارسال کر کے ان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ براہ کرم اپنی پہلی فرصت میں نوجوانوں کو منظم کر کے مجلس قائم فرمائیں۔ اور منتخب شدہ قائد مجلس کو اس پروگرام کے مطابق کام کرنے کی ہدایت فرمائیں۔ ابھی تک صرف چند ایک پریذیڈنٹ صاحبان کی طرف سے ایسا کرنے کی اطلاع آئی ہے۔ لہذا انہیں درخواست کرتا ہوں کہ احباب جماعت مجلس مرکزیہ سے تعاون فرماتے ہوئے اپنے ہاں مجلس قائم کرنے کی طرف جلد توجہ فرمائیں۔ تا مجلس مرکزیہ نوجوانوں کو منظم کر کے انہیں آنے والے خوفناک ایام کے مقابلہ کے لئے تیار کر سکے۔

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا پتہ حسب ذیل ہے۔ ۱۷ میکلوڈ روڈ لاہور

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

دریائے راوی کے کنارے مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کا اجتماع

مورخہ ۲۴ اور ۲۵ اپریل کی درمیانی شب دریائے راوی کے کنارے مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کا اجتماع منعقد ہوا۔ مختلف حلقوں کے خدام نے اپنے اپنے خیمے لگا رکھے تھے لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی موجود تھا۔ کھانا پکانے اور نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد کھیلوں کا مقابلہ ہوا۔ پھر مصنوعی جنگ ہوئی۔ پھر تقریری مقابلہ ہوا۔ اور دو بجے سے پانچ بجے تک خدام نے آرام کیا۔ صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد رسہ کشی کا مقابلہ ہوا۔ پھر "تاریخ اسلام کا ایک زریں واقعہ" کے موضوع پر مختلف حلقوں کے خدام نے تقریریں کیں۔ آخر میں چوہدری محمود احمد صاحب قائد نے تقریر کی۔ خدام لاہور کے مختلف حلقوں کے کام پر تبصرہ کیا۔ صبح ۱۰ بجے کے قریب ناشتہ کے بعد اجتماع ختم ہوا۔ (نامہ نگار)

ذیل کے موصی صاحبان اپنے موجودہ پتوں سے اطلاع دیں

(۱) کرم بی بی وائی الحکم سٹریٹ قادیان وصیت نمبر ۵۸۶۶
۲۔ محمد عبداللہ صاحب ولد علیم اللہ صاحب دارالرحمت قادیان وصیت نمبر ۵۸۷۳
۳۔ مستری محمد دین ولد محمد رمضان صاحب دارالفتوح " " ۵۸۸۰
۴۔ غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ محمد جان صاحب ڈھاب کھٹیکاں امرتسر " ۵۸۸۴
۵۔ حوالدار نور احمد صاحب ۱۵/۲ پنجاب رجمنٹ انبالہ چھاؤنی " ۵۸۹۳
۶۔ جمعدار عیسیٰ خان صاحب معرفت قاضی نور محمد صاحب دارالفضل قادیان " ۵۸۹۵
۷۔ صوفی محمد صاحب دارالرحمت قادیان " ۵۹۰۰
۸۔ کیپٹن ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب بقاپوری قادیان " ۵۹۰۱
۹۔ قریشی رشید احمد صاحب ولد عبدالکریم صاحب دارالفضل قادیان " ۵۹۰۳
۱۰۔ چوہدری خیر الدین صاحب ولد مولا بخش صاحب دارالسعۃ " ۵۹۰۴
۱۱۔ ملک محمد یوسف ولد نذر محمد صاحب رام گڑھ ضلع ہزاری باغ " ۵۹۰۶
۱۲۔ چوہدری غلام محمد صاحب ولد فتح دین صاحب بھگانہ ضلع ہوشیارپور " ۵۹۱۳
۱۳۔ صوبیدار میجر عبدالرحمٰن صاحب سکنہ اوجلہ ضلع گورداسپور " ۵۹۱۶
۱۴۔ حوالدار کلرک عبدالحمید صاحب ولد منشی عبدالرحیم صاحب دارالفضل قادیان ۵۹۱۸
۱۵۔ حسین بی بی صاحبہ زوجہ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم قادیان " ۵۹۱۹
۱۶۔ سلامت بی بی زوجہ عبداللہ صاحب سنور ریاست پٹیالہ " ۵۹۲۰
۱۷۔ غلام حیدر صاحب ولد اللہ دین صاحب دارالسعۃ قادیان " ۵۹۲۱
۱۸۔ ملک مہر دین صاحب ولد ملک لیکڑ صاحب سٹروعہ ضلع ہوشیارپور " ۵۹۲۳
۱۹۔ عمر دین صاحب ولد نتھو صاحب والد خلیل احمد صاحب ناصر " ۵۹۲۷
۲۰۔ سلامت بیگم زوجہ صوفی محمد صاحب دارالرحمت قادیان " ۵۹۳۱
۲۱۔ شیخ احمد دین صاحب آرڈیننس کلوڈنگ فیکٹری دہلی " ۵۹۳۸
۲۲۔ محمد صدیق صاحب ولد خدا بخش صاحب دارالسعۃ قادیان " ۵۹۴۴
۲۳۔ احمد علی خان صاحب ولد محمد علی خان صاحب آگرہ کینٹ " ۵۹۴۵
۲۴۔ حافظ عنایت اللہ صاحب منہاس ناصر آباد قادیان " ۵۹۷۶
۲۵۔ مالے محمد صاحب دفتر اے۔ جی۔ ایچ برانچ شملہ " ۵۹۷۷
۲۶۔ مرزا عطاء اللہ صاحب ولد مرزا نصر اللہ خان صاحب دارالفضل قادیان " ۵۹۸۲
۲۷۔ محمد اسمٰعیل صاحب بقاپوری دہلی ۵۹۸۳
۲۸۔ بذل الرحمٰن صاحب بنگالی دارالانوار قادیان " ۵۹۸۹
۲۹۔ بسم اللہ سلطانہ صاحبہ بنت شیخ احمد اللہ صاحب دارالعلوم قادیان ۵۹۹۲
۳۰۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۵۹۹۷

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

بقیہ صفحہ اول ہماری ضروریات

اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں۔ اور ہر کمانے والے فرد کو اس تحریک میں شامل کریں۔ دفتر دوم میں شمولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک ماہ کی آمد سالانہ اضافہ کے ساتھ ادا کی جائے لیکن جو دوست ایک ماہ کی آمد نہ دے سکیں۔ ان کے لئے حضرت اقدس نے یہ رعایت دی ہے۔ کہ وہ ماہوار آمد کا ۳/۴ یا ۱/۲ ادا کر کے شامل ہو جائیں۔ شمولیت کا طریق یہ ہے کہ آپ مندرجہ بالا شرح کے مطابق اپنا وعدہ سادہ کاغذ پر لکھ کر حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور یا وکیل المال تحریک جدید کے پتے پر ارسال فرمائیں۔ اور پھر موعودہ رقم آہستہ آہستہ قسط وار یا یکمشت جیسے بھی آپ کو سہولت ہو ۳۰ نومبر ۱۹۴۸ء تک ادا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور احسن طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

موجودہ آزمائشی دور میں کامیابی کی راہ

یہ صحیح ہے کہ غربت سے ثروت، جہالت سے علم اور غلامی سے آزادی بدرجہا بہتر ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دولت و ثروت، علم و مرتبت اور آزادی و حریت اسی وقت ہمارے لئے فائدہ مند اور قابلِ افتخار ہو سکتی ہیں کہ جب ہم ان فرائض و ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ بجالائیں جو ان کے ساتھ لازم و ملزوم کے طور پر ہمارے حصہ میں آتی ہیں۔ دولت کا ملنا نعمت ضرور ہے لیکن ساتھ ہی آزمائش کا ایک ایسا چکر ہے۔ کہ جس سے سرخرو ہو کر بچ نکلنا آسان کام نہیں۔ وہ چکر کیا ہے؟ دولت کا صحیح مصرف بہ کہنے کو آسان ہے۔ لیکن احکام خداوندی کی پوری پابندی کرتے ہوئے انفاق فی سبیل اللہ کے لئے دل کے شیطان کے ساتھ نبرد آزما ہونا کچھ معنی رکھتا ہے۔ برخلاف اس کے من مانی چلانے میں خدا کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ جس کا انجام سراسر پاخسران ہے۔

دولت پر ہی کیا حصر ہے۔ ہر انعام کے ملنے پر انسان کو آزمائش سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور اس انعام سے فائدہ اٹھانے کے لئے دو متضاد راہوں میں سے ایک راہ متعین کرنی پڑتی ہے۔ آج ہم بھی دولتِ آزادی سے مالامال ہیں لیکن ہماری حکومت اور عوام اس وقت اس آزمائشی دور میں سے گذر رہے ہیں کہ جب ہمیں اس آزادی سے صحیح معنوں میں فائدہ حاصل کرنے کے لئے ایک خاص طریق عمل وضع کرنا ہے اور آئندہ اپنی تمام توجہات اس پر کاربند ہونے میں صرف کر دینی ہیں ایک طرف اسلامی شریعت ہے۔ اور دوسری طرف مغرب کا مادی نظام۔ ایک سرچشمہ ہدایت ہے اور دوسرا طوفان بلاخیز۔ ہم ان میں سے کس کو ترک کرتے ہیں اور کس کو اختیار؟ ہمارے لیڈر اور عوام آج اسی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ دعا تو یہی ہے کہ خدا ہماری راہنمائی فرمائے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کی صلاحیت بخشے۔ لیکن زمانے کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ مغربیت کا اثر و نفوذ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ دل و دماغ پر مغربی تصورات اور افکار چھائے ہوئے ہیں۔ ہر دل ڈرتا ہے کہ کہیں ان سے متاثر ہو کر اصل سرچشمہ ہدایت سے دور نہ جا پڑیں۔ بالفعل اس سے وابستگی کا اظہار کریں۔ لیکن مغربیت کے طوفان بلاخیز میں ڈبکیاں کھاتے رہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے آزمائشی ادوار کی کیفیات بیان فرمائی ہیں اور غلط راہ اختیار کرنے والوں کے لئے عذاب کی خبر دی ہے چنانچہ بنی اسرائیل پر بعد ترقی دوسری مرتبہ ادبار آنے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا۔ یعنی انسان اپنی طرف سے ظاہری طور پر تو خیر مانگ رہا ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت اس کا خیر مانگنا شر مانگنے کے مترادف ہوتا ہے اور انسان بڑا جلد باز واقع ہوا ہے آیہ کریمہ میں قوموں کے عروج و زوال کی وجوہ بیان کی گئی ہیں اور بتایا ہے کہ انسان جلدبازی میں کچھ کا کچھ کر بیٹھتا ہے۔ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ۔ اپنی طرف سے نیکی بجا لا رہا ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس کی یہ کوشش شر انگیزی اور فتنہ و فساد پر دلالت کر رہی ہوتی ہے۔ چنانچہ تاریخ اقوام و ملل پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب قوموں کو ترقی ملتی ہے۔ تو وہ اس امر کو بھول جاتی ہیں کہ ترقی انہیں اس لئے ملی ہے کہ تا وہ دین و دیانت کو قائم کریں اور بنی نوع انسان کے لئے امن اور ترقی کے سامان پیدا کر کے خدا کے فضلوں کو حاصل کریں۔ برخلاف اس کے وہ دنیوی نعمتوں کے جمع کرنے میں مشغول ہو جاتی ہیں اور لوگوں کے حقوق کو نظر انداز کر دیتی ہیں اور دنیوی عیش و آرام کے سامان جمع کر کے یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اپنے لئے اور اپنی اولادوں کے لئے خیر کے سامان جمع کر رہی ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں وہ اس ذمہ داری کو بھول کر جو ان کے کندھوں پر رکھی جاتی ہے اپنی تباہی کے سامان جمع کر رہی ہوتی ہیں۔ اور آخر تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس کسی قوم کو ترقی ملنے کا وقت اس کے لئے بہت نازک ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اصل خیر اسکی نگاہ سے پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہی حال بنی اسرائیل کا ہوا۔

آئیے اس قرآنی اصل کے ماتحت ہم اپنی حکومت اور عوام کا جائزہ لیں۔ کیونکہ ہمیں ابھی ابھی قریب میں آزادی نصیب ہوئی ہے۔ اور ہم نے غلامی کی زنجیریں توڑ کر میدان آزادی و ترقی میں پہلا قدم اٹھایا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پہلا قدم اٹھاتے ہی ہم کچھ ڈگمگا گئے ہیں۔ آزادی ملتے ہی ہر پہلو طرف سے شریعت کے نفاذ کا غلغلہ بلند ہوا۔ حکام پر زور دیا جانے لگا کہ وہ دستور اساسی کی بنیاد خالص اسلامی اصولوں پر رکھیں اور حکومتی نظم و نسق چلانے میں اسلامی شریعت کے مکمل ترین قوانین کا نفاذ عمل میں لائیں۔ ہمارے لیڈران اور حکام نے سینے پر ہاتھ مار مار کر اعلان کرنا شروع کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اب شریعت کے نفاذ کی تجویز اور حکام کی طرف سے اس کی تائید بجا و درست۔ اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شریعت کی ان باتوں پر نہ حکام عمل پیرا ہیں اور نہ عوام جو حکومتی قانون کی پابندی سے آزاد ہیں اور ان سے بہر صورت مقدم ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور تمدن و معیشت کے بے شمار ایسے پہلو ہیں جن پر ہم بغیر قانونی پابندی کے عمل کر سکتے ہیں اور ان پر عمل ہمارا فرض بھی ہے۔ لیکن ہم ان سے غافل ہیں۔ نہ وضع نہ عادات نہ شکل و صورت مسلمانوں کی اور نہ وضع قطع۔ چال ڈھال، انداز فکر، طرز تخاطب و طرز نشست و برخاست، لین دین الغرض ہر بات غیر اسلامی ہے ہاں مغربیت کی جیتی جاگتی تصویر ضرور ہے۔ اس پر مطالبہ ہے شریعت کے نفاذ کا۔ اب ظاہر ہے۔ ہمارا قول کچھ ہے۔ اور عمل کچھ اور۔ ایں صورت خود ہی فرمایئے۔ قوانین شریعت کے نفاذ کی بیل کیونکر منڈھے چڑھ سکتی ہے کامیابی تو اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے عمل کو قول کے مطابق بنائیں، ورنہ مغربی انداز فکر اور طور طریق پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہم قوانین شریعت کی ہیئت بدل ڈالیں گے اور ایک ایسی روش اختیار کر لیں گے جو مصر ترکی ایران وغیرہ سے تو میل کھا جائے گی۔ لیکن منشاء ایزدی کے سراسر خلاف ہوگی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہمارے قول اور فعل میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تو پھر ہم شریعت اسلامیہ کے نفاذ پر مصر کیوں ہیں اندریں صورت ہمارا یہ مطالبہ دو حال سے خالی نہیں۔ اول تو یہ کہ پاکستان کے مطالبہ کی اساس اس بات پر تھی کہ ہم ایک جدا قوم ہیں اور مسلمان ہونے کی وجہ سے ایک الگ تمدن و معیشت کے مالک ہیں جس کی پرورش اور ترقی کے لئے ہمیں ایک علیحدہ ماحول کی ضرورت ہے۔ یہ مطالبہ برحق تھا۔ لیکن ساتھ ہی اپنے بے عملی تھا کہ ہم اس تمدن پر عمل پیرا نہیں تھے جس پر ہم نے اپنے مطالبہ کی بنیاد رکھی تھی۔ ہمیں اصولاً تو منظور تھا کہ اسلامی تمدن ایک جدا چیز ہے۔ لیکن ہم عملاً مغربیت کے رنگ میں رنگین تھے۔ پھر اس وقت یہ تسلی تھی کہ جب علیحدہ ہو جائیں گے تو ایسی فضا اور ماحول میسر آ جائے گا کہ ہم اصل اسلامی تمدن پر کاربند ہو جائیں اب جب کہ ہمارا مطالبہ پورا ہو گیا ہے۔ پاکستان عالم وجود میں آ چکا ہے، اسلامی تمدن و معیشت اور قوانین کی اپنانے میں کوئی روک باقی نہیں رہی ہے۔ تو ہم اپنی پرانی روش چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اس کی دلفریبی سے متاثر ہو کر اس کو ہی اسلام کا نام دے رہے ہیں۔ اور دل کو یہ تسلی دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے اپنے اندر ضروری تبدیلی پیدا کر لی ہے دراصل ہم دل کو ہی تسلی نہیں دے رہے۔ بلکہ دنیا کے سامنے ایک ڈھونگ رچانا چاہتے ہیں۔ کہ جس مقصد کے پیش نظر پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا ہے۔ اگر یہ درست نہیں ہے تو کیوں ہم پہلے شریعت کی ان باتوں پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ جن کے لئے قوانین کی ضرورت نہیں ہے وہ اسلامی شعار کیوں اختیار نہیں کیا جاتا جس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اسوہ مبارکہ کے ذریعے تلقین فرماتے رہے۔ پردے کو سراسر خلاف اسلام قرار دیا جا رہا ہے ناچ گانا سینما تھیٹر۔ عورتوں اور مردوں کا آزادانہ اختلاط۔ تالیاں پیٹنا، داڑھی مونچھوں کی صفائی صوم و صلوٰۃ کو سلام آج ہر ایک کا شعار بنا ہوا ہے لیکن مطالبہ ہے شریعت کے نفاذ کا۔ جو حاکم ہیں۔ وہ شریعت کے نفاذ کا اعلان کر رہے ہیں لیکن شومیٔ قسمت سے محض غیر اسلامی شعار کو اسلام کا نام دے کر ایسا کیا جا رہا ہے

ان حالات کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ محض مخصوص لوگوں کی طرف سے برسر اقتدار آنے کے لئے شریعت کے نفاذ کا ایک شوشہ کھڑا کیا گیا ہو۔ ورنہ جو لوگ مطالبہ کر رہے ہیں نہ وہ خود انقلاب حقیقی کے دل سے خواہاں ہیں اور نہ وہ جو اس وقت برسر اقتدار ہیں۔ چنانچہ حکومت کے خلاف محض پبلک کو اپنے ساتھ ملانے کے خاطر یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے اور جواباً اپنے اقتدار کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے موجودہ صاحبان اقتدار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ضرور پاکستان کو ایک مکمل خالص اسلامی حکومت بنایا جائے گا۔ اب

ذرا ان دونوں گروہوں کے عمل پر نظر ڈالئے آپ دیکھیں گے کہ یہ سراسر اسلام کے خلاف ہے۔ جو لوگ مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ غیر اسلامی نظاموں کو عین اسلام قرار دے رہے ہیں۔ کوئی اسلام کو کمیونزم کا حامی قرار دے رہا ہے۔ تو کوئی حکومت وقت کے خلاف باغیانہ سرگوشیوں اور کارروائیوں کو جائز ثابت کرنے کے لئے اسلام کا سہارا لے رہا ہے۔ اب جہاں تک صاحبان اقتدار کا تعلق ہے۔ افسوس ہم تحدی سے نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا حکومتی نظام بکلی رشوت سے پاک ہے۔ بہت ایسے ہیں کہ جو اپنے تھوڑے بہت اقتدار کو دنیا کمانے میں استعمال کر رہے ہیں اور دینی اپنی سمجھ کے مطابق اپنے لئے وہ غیر کا سامان مہیا کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن یہ دعوے بدستور اپنی جگہ قائم ہے۔ کہ اسلامی نظام حکومت قائم ہو کر رہے گا۔ یہ صورت پہلی صورت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اور بجائے تعمیر کے تخریب کی طرف لے جانے والی ہے

پس اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگیوں کو اسلام کے عین مطابق بنائیں۔ اور اسلامی مدنیت کے ان پہلوؤں پر عمل پیرا ہوں جو حکومتی مداخلت کے محتاج نہیں۔ ہمارے لیڈر عوام اور حکام جب صحیح اسلامی رنگ میں رنگین ہو جائیں گے۔ تو حکومتی کاروبار میں بھی حقیقی معنوں میں شریعت کا نفاذ ہو سکے گا۔ ورنہ سخت خطرہ ہے کہ ہم منہ سے "اسلام! اسلام" پکارنے کے باوجود مغربیت میں اس درجہ غرق نہ ہو جائیں کہ ہم میں اسلام کی کوئی خو بو باقی نہ رہے۔ غیر اسلامی روش پر چل کر یورپ ترکی مصر اور ایران کی طرح مادی لحاظ سے ہم ترقی ضرور کر سکتے ہیں۔ سیاست میں بھی ایک بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ بین الاقوامی تجارت کی چالوں میں بھی طاق بن سکتے ہیں۔ معاہدات کرنے اور ان کو آن واحد میں توڑ دینے کے فن میں بھی مہارت حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن ہماری وہ ترقی اسلامی نقطۂ نگاہ سے ترقی معکوس کہلائے گی اور جس طرح نافرمان و ناخلف اولاد کی دنیوی جاہ و مال باپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی اسی طرح خدا اور رسول کی نگاہ میں ہماری اس ترقی کی کوئی قدر نہ ہوگی۔ بہر حال ان باطل رسوم نے مٹنا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ ہم نے ان کی پیروی کی تو ہم بھی (خدا وہ گھڑی نہ لائے) ان کے ساتھ حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ اور اسلام کی ترقی پھر اوروں کو ملے اور نسلوں کے ہاتھوں دنیا میں ظہور کرے گی۔ اور ہم اس سعادت سے محروم رہ کر بے نصیب رہیں گے خدا ہم کو اس انجام سے محفوظ رکھے۔ ہمارے عوام اور حکام دونوں کو صحیح معنوں میں اسلامی احکامات پر عمل کی توفیق بخشے تاہم اس آزمائشی دور میں کامیاب و کامران ثابت ہوں اور ترقی ملنے کے بعد اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے دو متضاد راہوں میں سے صحیح راہ اختیار کر سکیں۔ اور خدا تعالیٰ کے افضال انعام کے وارث قرار پائیں۔ (مسعود احمد)

غیر اسلامی اصول کا سدّ باب

احمدیت۔ حقیقی اسلام کا نام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسلام پھیلا اور لوگوں کے عقائد۔ اعمال اور اخلاق کی اصلاح ہوئی اور وہ لوگ جو اپنی من گھڑت رسوم میں مقید تھے۔ وہ پاکیزہ اسلامی رسوم اختیار کر کے آزاد ہوگئے۔ اور امن و آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ قرآن کریم میں ہے۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (اعراف) یعنی جو لوگ اس رسول کی جو نبی امی ہے۔ پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر تورات و انجیل میں موجود ہے وہ رسول انہیں نیکی کا حکم کرتا اور برائی سے روکتا ہے۔ اور پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور ان کے بوجھوں کو دور کرتا ہے۔ نیز ان بد رسوم کا ازالہ کرتا ہے جو ان کے گلے کا طوق اور ہار بنی ہوئی ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی جو جہنم تھی۔ جنت میں تبدیل کر دیا۔ اور وہ لوگ جو امین تھے۔ انہیں آسمانی بنا دیا۔ مگر طول امد زمانہ کے تغیر سے حالات میں بھی تغیر آجاتا ہے۔ جب زمانہ گذرتا چلا گیا اور بعد نبوت کی وجہ سے مسلمانوں میں دینی کمزوری اور عقائد۔ اعمال اور اخلاق و رسوم میں خرابیاں پیدا ہوتی گئیں اور ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ نظر آنے لگا۔ تو خدا نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ کہ از سر نو اسلام کا احیاء کیا جائے۔ اور غیر اسلامی رسوم کا سدّ باب کر کے اسلامی رسوم اور طریق کو رائج کیا جائے۔

یہ امر ظاہر ہے کہ اس وقت مسلمان قوم میں شادی اور بیاہ کے موقعہ پر وہ طریق نہیں اختیار کیا جاتا۔ جو اسلام نے بتایا تھا اور جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے اختیار کیا تھا۔ بلکہ طرح طرح کی بدعتوں کے متعلق گاہے گاہے رپورٹ آتی رہتی ہے۔ جس سے ہندو ہندوانہ وغیرہ کی رسوم بھی چھپی نہیں حالانکہ یہ باتیں بدعت میں داخل ہیں۔ جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وعید من احدث فی امرنا ھذا فلیس منا موجود ہے۔

مندرجہ حالات میں جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ خود بھی غیر اسلامی رسوم سے کنارہ کش ہو کر اسلامی طریق کو قائم کیا جائے اور دوسرے احباب کو بھی اسلام کے مطابق عمل بنانے کی تلقین کرے (ناظر تعلیم و تربیت)

پردہ

(از مکرم چوہدری محمود احمد صاحب۔ لاہور)

پچھلے دنوں پردہ پر خیالات میں بعض مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ مگر اکثر لکھنے والوں کا طریق اصول تحریک کے مخالف سمت پر تھا۔ ان میں سے بہت سے پردہ کے مخالف لکھنے والوں نے پردہ کے اغراض و مقاصد۔ اس کی حکمت اس کی ضرورت اس کے فوائد اور انسانی فطرت کے تقاضا کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور ایک جذباتی پہلو پر بنیاد رکھ کر پردہ کو ایک غلط اصول قرار دیا ہے۔ مگر وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ جو تعلیم پردہ کا حکم دیتی ہے۔ اس کا نظریہ عورت کے حقوق کے متعلق کیا ہے اسلام نے عورت کو بہت دیا ہے۔ اور ایسے حقوق دیئے ہیں۔ جو دنیا میں کسی تعلیم نے عورت کو نہیں دیئے عورت کے ساتھ اسلام کا تمام رویہ ایسا ہے کہ یقیناً ایسا ہے کہ اگر اسلام نے بعض پابندیاں عورت پر لگائی ہیں۔ تو وہ عورت کے کسی حق کے دبانے کی غرض سے نہیں ہو سکتیں۔ کوئی اور وجوہ ہوں گی جن کی تشریح اس جگہ کرنا طوالت کے خوف سے مناسب نہیں۔ دنیا کا کوئی قانون ایسا نہیں جس کا ایک پہلو کسی فطرتی آزادی یا رجحان پر پابندی عائد نہ کرتا ہو۔ مثلاً یہ کہ کسی کو قتل نہ کرو۔ اس طرح گویا ہم لوگوں سے اس عام حق آزادی کو وہ جس طرح چاہیں اپنے ہتھیار استعمال کریں کم کر دیتے ہیں پھر ہم قاتل کو پھانسی دیتے ہیں۔ گویا کہ ہم اس کے زندہ رہنے کے حق کو چھین لینا جائز سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ کس صورت میں فطرتی قوانین پر زیادہ زک پڑتی ہے اور کس صورت کم۔ ہر پہلو پر غور کر کے زیادہ مفید راہ کو تجویز کرنا ہی انسانی فطرت کی بلندی ہے۔ قبل اس کے کہ میں اسلامی تعلیم کی روشنی میں پردہ پر بحث کروں۔ میں ایک بات واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اسلام نے جو درجہ عورت کو انسانی سوسائٹی میں دیا ہے۔ وہ درجہ کسی اور تعلیم نے عورت کو نہیں دیا۔ مختصراً اگر اسلام کا نظریہ عورت کے بارہ میں بیان کرتا ہوں۔ تو قرآن کریم کی آیت کا ایک حصہ نقل کرنا کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولھن مثل الذی علیھن کہ عورتوں کے بھی ویسے ہی انسانی حقوق ہیں۔ جیسے مردوں کے۔ اس البتہ اصل کی تشریح اسلام کے کئی ایک دیگر آیتوں سے ہوتی ہے جو اسلام نے عورتوں کے حقوق کے بارہ میں بیان کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ عورت کو جائداد کا حصہ دیا جائے۔ اور پھر یہ کہ وہ کل جائداد کی کلیۃً مالک تصور ہوگی۔ نیز یہ کہ اگر زوجین میں وجوہ موجود ہوں۔ تو عورت کو حق ہے۔ کہ وہ مرد سے علیحدگی اختیار کرنے کے لئے عدالت کا توسط اختیار کرے۔ یہ اصل عورت کی سب سے بڑی غرض و پابندی اور ضمیر یعنی ازدواجی زندگی کو ڈھیلا کر دیا ہے۔ کس قدر ظلم ہوگا۔ اگر ہم ایسی تعلیم عائل اسلام کے متعلق یہ نظریہ رکھیں۔ کہ اس نے عورت کو قید کر دیا ہے۔ مردوں کے برابر حقوق نہیں دیئے۔ جب مرد کھلے بندوں باہر پھر سکتا ہے تو عورت پر کیوں پابندی عائد کی گئی ہے۔ کہ وہ حیا کے اقتضا کو مدنظر رکھے۔ اصل میں جذباتی دنیا میں بہہ جانے والے کسی بات کی اچھائی کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ جو امر ایک کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ وہ ضروری نہیں کہ دوسرے کے لئے بھی مفید ہو۔ عورت اور مرد میں قدرت نے بہت بڑا فرق رکھا ہے یہی یہ نقطہ نگاہ ہے کہ تمام قومیں بھی عورت اور مرد کے الفاظ کو علیحدہ علیحدہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ وہ دونوں کے لئے ایک ہی لفظ استعمال کرتے پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہر نوع میں جو بھی فرق ہوں وہ کن نتائج یا فرائض کے مدنظر قدرت نے رکھے ہیں۔ ان کے پیش نظر ہر نوع کا تمدن میں حصہ یا فرض مقرر کرنا ہوگا۔ قدرت کی حکمتوں کو نظر انداز کر دینا انسان کو ترقی کے راستہ سے دور لے جاتا ہے۔ اسلام کے اس دعویٰ سے کہ عورت کو مرد جیسے حقوق حاصل ہیں۔ یہ نتیجہ نکالنا کہ انسانی زندگی کے ہر شعبے میں عورت کے بھی مساوی فرائض ہیں۔ جو ہر دو کے لئے غلطی ہے۔ جمہوریت میں ہر شہری کو برابر کے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی ایک کرسی پر بیٹھا ہوتا ہے۔ اور ایک اسی کو پنکھا کرتا ہے۔ ایک آرام دہ صوفہ پر بیٹھ کر کام کرتا ہے۔ دوسرا چلچلاتی دھوپ میں سر پر بوجھ اٹھا کر میلوں کی مسافت طے کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔ اگر انسانی حقوق کی برابری کے معنی ہر شخص کا ایک ہی کام کرنا مراد لیا جائے۔ تو دنیا کے کام رک جائیں اور کارخانہ حیات بگڑ جائے۔ انسانی حقوق کی برابری سے مراد یہ ہے۔ کہ بے شک ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ مگر اس کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ وہ پنکھا کرنے والے کو گالی دے۔ یا اسے مارے یا اس کی عزت پر حملہ کرے

اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ لوہے کا ایک ٹکڑہ کسی مشین کا ایک چابی بن جاتا ہے۔ تو دوسرا کسی ایک کیل اور پرزہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے بے شک چابی والا لوہا رہتا ہے۔ مگر یہ تو صحیح نہیں۔ کہ اس میں خاصیتیں زیادہ ہیں یا اس کو حق ہے۔ کہ وہ دوسرے لوہے کو نکال کر پھینک دے ہر پرزہ کا ایک کام ہے۔ اور ہر پرزہ اہم ہے۔ کوئی بھی بے مقصد نہیں۔ صرف کام چلانے کے لئے ڈیوٹیاں اس طرح بانٹی گئی ہیں کہ لوہے کا ایک ٹکڑہ چابی بنا دیا گیا ہے۔ اور وہ ایک بادشاہ کی جیب میں حفاظت سے رکھا جانے لگا اور ایک پرزہ یا کیل جو بعد جگہوں پر استعمال کیا گیا۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اب لوہے کا مقصد نہیں بلکہ وہ بھی ایک کام کر رہا ہے۔ اور اپنے وجود کا مقصد ادا کر رہا ہے۔ بعینہ یہی عورت اور مرد کا حال ہے۔

انسانی زندگی کے ۲ ظاہر شعبے ہیں۔ ایک چار دیواری یعنی گھر کی دیکھ بھال اور دوسرے باہر کے فرائض کی ادائیگی۔ دشمن یہ کہہ دیا ضروری ہوگا کہ گھر ایک ایسی نعمت ہے۔ کہ پرندے بھی اپنے علیحدہ علیحدہ گھر بنا کر رہتے ہیں۔ اس قدرتی اور فطرتی اقتضاء کو ضائع کرنے کی کوشش یقیناً مضر ہے۔ ادھر انسان کے دو نوع ہیں۔ مرد اور عورت ایک معمولی عقل کا انسان بھی کہہ دے گا۔ کہ قدرت کے نزدیک زندگی کے دو بڑے بڑے شعبوں میں سے ایک مرد کے لئے مخصوص ہے۔ اور ایک عورت کے لئے۔ دونوں کی ہیئت جسمانی قوت۔ جبلی رجحان۔ اور دیگر بعض امور کے مدنظر ایک کو ایک کے لئے اور دوسرے کو دوسرے کے لئے مخصوص بنایا گیا ہے اگر دونوں ہی کے لئے دونوں شعبے قدرت کے مدنظر تھے۔ تو دونوں میں اتنا بڑا فرق بے معنی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو مرد کی طرح عورت کا ہونا کے باہر کاموں میں لگ جانا گھر کی دنیا میں تباہی کے مترادف ہے۔

آخر یہ کس طرح باور کر لیا جائے۔ کہ گھر جیسی نازک اور لطیف دنیا مرد یا عورت کی گہری توجہ کے بغیر چل سکے۔ پھر سب سے بڑی چیز یہ ہے۔ کہ عورت فطرتاً کمزور رہے۔ اور نیز اس میں قدرتاً ایک کشش کی صفت اسے ودیعت کی ہے۔ جن وجوہ کی بنا پر عورت کا کھلے بندوں رہنا کئی خرابیوں کا باعث ہوگا۔ عام فہم انسان بھی کہے گا۔ کہ ایک کمزور کو اپنے وجود کو حتی الامکان ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ غالب عنصر اس کے وجود کو ختم کر دے گا۔ عورت کے وجود سے یہاں میرا مراد اس کی عصمت اور حیا ہے۔ نیز جس چیز میں کشش ہو۔ اسے اکثر بعض پابندیوں میں رکھا جاتا ہے۔ مثلاً سونا۔ اس میں یہ کشش ہے کہ اس کو دیکھ کر کسی کے دل میں اس کو چرانے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ہم نے دیکھا ہے۔ کہ لوگ سونا وغیرہ گھر میں دیتے وقت گھر کے نوکروں اور چھوٹے بچوں سے بھی علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس وقت وہ سونے کی اہمیت یا قیمت کو کم و بیش سمجھ بلکہ زیادہ مفید اور قابل قدر چیز سمجھ کر لاتے ہیں۔ اگر کوئی سونے کی اپنی حالت کو دیکھ کر کہے۔ کہ اس کی آزادی کیوں چھینی جاتی ہے۔ یہ اس پر ظلم ہے۔ تو ایسا شخص گویا سونے کو مٹی بنا دینے کا حامی ہے مٹی کو سب آزاد رکھتے ہیں۔ کوئی اس کو چھپانے کا وہم بھی دل میں نہیں لاتا۔ ہیرے کی شان اسی میں ہے کہ وہ پتھروں کی طرح بازاروں میں نہ پڑا رہے۔ بلکہ وقار اور عزت کے ساتھ ایک پردہ میں مستور عام دنیا کی آلودہ نگاہوں سے اپنے وجود کو محفوظ رکھے۔ کیا یہ ہیرے کے لئے باعث تحقیر ہے یا باعث عظمت۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ سلوک صرف اسی وجہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ عظمت کا مالک ہے۔ ورنہ اس طرح کے کروڑوں پتھر دنیا کی ٹھوکروں میں پڑے رہتے ہیں۔ تو اصل بات یہ ہے۔ کہ کسی کا عام دنیا میں کھلے بندوں نہ رہنا۔ اور اس پر قید اس کی قدر اور اہمیت کو کم نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے مخصوص خواص کے مدنظر اس کے لئے یہ سلوک باعث عزت اور فخر ہوتا ہے۔

(باقی)

ضرورت

نظارت بیت المال میں چند ایک انسپکٹران کی اسامیاں خالی ہیں۔ جن کے لئے ایسے امیدواروں کی ضرورت ہے۔ جو پڑتال حسابات اور تشخیص بجٹ کا کام بخوبی کر سکتے ہوں۔ تقریر کا ملکہ رکھتے ہوں۔

فی الحال یہ تقرر ایک سال کے لئے عارضی ہوگا۔ اچھا کام کرنے پر مستقل کر دیا جائے گا۔ تنخواہ [illegible] اور /۱۴ روپے مہنگائی الاؤنس ہوگا۔

درخواست مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ ۵/۸ تک نظارت بیت المال میں پہنچ جانی چاہیئے۔ (نظارت بیت المال)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا کریں۔

نحاس پاشا کو ہلاک کرنیکی زبردست سازش

قاہرہ ۲۶ اپریل۔ مخالف پارٹی کے لیڈر اور سابق وزیر اعظم مصر نحاس پاشا کے مکان کے سامنے آتشگیر مواد سے لدی ہوئی ایک موٹر کار بہت زور سے پھٹی۔ نحاس پاشا خود تو بال بال بچ گئے۔ مگر آپ کی بیوی کو اڑتے ہوئے شیشہ کے ٹکڑوں سے شدید زخم آئے۔ مکان کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ اور عمارت کو بھی کچھ صدمہ پہنچا۔ نحاس پاشا کی زندگی پر یہ پانچواں حملہ ہے۔ اس واقعہ کی خبر ملنے پر یونیورسٹی کے ہڑتالی طلباء نے نحاس پاشا زندہ باد اور حکومت مردہ باد کے نعرے لگائے۔

سوشلسٹ یکم مئی کو عید منائیں گے

لاہور ۲۶ اپریل۔ پاکستان سوشلسٹ پارٹی یکم مئی کو مزدوروں کی عید کے طور پر دھوم دھام سے منائے گی۔ فیصلہ کیا ہے کہ یکم مئی کو صبح سویرے جھنڈا لہرا کر اس کا افتتاح کیا جائے گا۔ بریڈلا ہال لاہور میں ایک عظیم جلسہ منعقد کیا جائیگا جس میں پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کو دعوت شرکت دی جائیگی۔
کراچی ۲۶ اپریل۔ [illegible] کے افتتاح کیلئے کل تشریف لیجا رہے تھے۔ لیکن آپ نے یہ دورہ ملتوی کر دیا ہے۔ اب آپ ہم مئی کو کاکل تشریف لے جائیں گے۔ واپسی دورہ میں آپ کوئٹہ تشریف لے جائیں گے۔ [illegible] پنجاب اور صوبہ سرحد کے دورہ [illegible] ملاقات [illegible]

مقامی صحیفہ نگاروں کا اجتماع عظیم

لاہور ۲۵ اپریل۔ آج بوقت پانچ بجے شام لاہور کے متعدد اور سرکردہ اخبار نویس حضرات دفتر اخبار "جدید نظام" لاہور میں چند ضروری مسائل طے کرنے کے لئے جمع ہوئے جو تجاویز منظور ہوئیں ان میں حسب ذیل ضروری ہیں۔

(۱) مسٹر وقار انبالوی ایڈیٹر روزنامہ "سفینہ" حالات کا پوری طرح جائزہ لیکر اپنی سرگرمیوں کو عملی جامہ پہنانے نیز ایک نئی جماعت کی تشکیل کیلئے مؤثر اقدام کی سعی فرمائینگے۔

(۲) عوام اور بالخصوص درماندہ حال مہاجرین کے مصائب اور ان کی بڑھتی ہوئی مشکلات کا حل تلاش کرنے اور نیز حکومت کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ قرار پایا کہ تمام اخبار نویس حضرات اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے اس مسئلہ کو مرکز توجہ بنائیں۔

(۳) کسٹوڈین کے فیصلوں کی رو سے واپس آنے والے غیر مسلم افراد کو ان کی اپنی جائدادوں پر قبضہ دلانے کیلئے مہاجرین کو بے دخل کرنے کے سوال پر نہایت خوشگوار تبادلہ خیالات اور مؤثر بحث و تذکرہ ہوا۔ غیر مسلموں کے ہتھکنڈوں سے حکومت اور اسلامیان پاکستان کو محفوظ رکھنے کیلئے اس مہم کے خلاف عملی کاروائی شروع کرنے کا بالاتفاق فیصلہ ہوا۔

منجملہ عمائد و اکابر حضرات کے مندرجہ ذیل صحائف نگار حضرات بالخصوص قابل ذکر ہیں:-
مسٹر محمد علی برق مدیر "طاقت"۔ جناب وقار انبالوی مدیر "سفینہ"۔ شیخ روشن دین صاحب تنویر مدیر "الفضل"۔ میاں احسان الٰہی ایڈیٹر روزنامہ "آغاز"۔ مولانا ابوالخیر نازش چیف ایڈیٹر روزنامہ "نظام"۔ مسٹر غلام نبی سابق ایڈیٹر "صداقت"۔ عمر عثمان صدیقی آف ستارہ نیوز ایجنسی۔ جناب اصغر عنایت اللہ مہتمم "الاصلاح"۔ آغا عبدالکریم صاحب شورش کاشمیری ایڈیٹر روزنامہ "آزاد"۔ جناب عبدالرحمن صاحب بی۔ اے ایڈیٹر "الاصلاح"
(نامہ نگار)

عرب ممالک عرب فلسطین کو ہر قسم کی امداد بہم پہنچانے کے لئے زبردست تیاریوں میں مصروف ہیں

بغداد ۲۶ اپریل۔ شرق اردن کے دارالخلافہ عمان میں مفتی اعظم فلسطین نے ایک اہم کانفرنس طلب کی ہے جس میں شرکت کے لئے عراق کے ریجنٹ، وزیر خارجہ اور سرکردہ فوجی افسر عمان پہنچ گئے ہیں۔ شام اور لبنان کی حکومتوں کے اعلیٰ فوجی اور سول حکام بھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ یہ تمام حکومتیں باہمی مشورہ سے مفتی اعظم کی زیر ہدایت فلسطینی عربوں کو فوری امداد پہنچانے کی سکیم پر غور کریں گی۔ بغداد کی آمدہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ عوام شہر کے طول و عرض میں مظاہرے کر رہے ہیں۔ کہ فلسطین کے عربوں کو بہت جلد [illegible] امداد روانہ کی جائے۔ [illegible] جنگ کے حلقوں کا بیان ہے۔ تمام عرب ممالک فلسطین کو ہر قسم کا سامان فراہم کرنے کے لئے زبردست تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور اعراب فلسطین کی ہمدردی میں ہر جگہ ایک عام [illegible] ہو رہی ہے۔

حد بندی کمیشن کا اجلاس ملتوی!

ڈھاکہ ۲۵ اپریل۔ مشرقی اور مغربی بنگال کی حد بندی کے لئے جو کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ کل ڈھاکہ میں اس کا اجلاس ہوا۔ قرار پایا۔ کہ کمیشن کا دوسرا اجلاس ملتوی کیا جائے۔ اتنی مدت میں دونوں حکومتوں کے ماہرین متنازعہ مسئلوں پر اچھی طرح غور کر لیں گے۔ ثالثی وفد آج واپس کلکتہ چلا گیا۔

حیفہ سے عربوں کا انخلاء

حیفہ ۲۶ اپریل۔ حیفہ میں اس وقت ۳۵ ہزار کے قریب عرب موجود ہیں۔ یہودی اس کوشش میں ہیں۔ کہ انہیں وہاں سے نہ جانے دیا جائے۔ لیکن عرب ان کے دھوکہ میں آنے والے نہیں۔

ڈھاکہ میں ہڑتال بند کرنیکا فیصلہ

ڈھاکہ ۲۶ اپریل۔ مشرقی پاکستان کی سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائز فیڈریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۹ اپریل سے ہڑتال ختم کر دی جائے۔ ڈھاکہ کے سرکاری دفاتر میں ۲۰ اپریل سے ہڑتال شروع ہے۔

سر ڈنڈاس کا تقرر

کراچی ۲۵ اپریل۔ حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ صوبہ سرحد کے قائم مقام گورنر مسٹر ڈنڈاس کو مارچ ۱۹۴۸ء سے آپ کے لئے صوبہ سرحد کا گورنر مقرر کر دیا گیا ہے۔

اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹروں کے مطالبات

لاہور ۲۶ اپریل۔ نامہ نگار۔ ویسٹرن ریلوے کے اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹروں نے بڑھے ہوئے [illegible] گورنمنٹ کو یہ دھمکی بھی دی گئی ہے کہ اگر ہمارے مطالبات منظور نہ کئے گئے۔ تو ہم سب بطور احتجاج ملازمتوں سے مستعفی ہو جائیں گے۔ مختصراً ان کے مطالبات یہ ہیں۔
تربیت یافتہ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹروں کو فوراً سٹیشن ماسٹر لگایا جائے۔ باقیوں کو فوراً ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے والٹن سکول میں بھیجا جائے۔ ۱۳ گروپ سٹوڈنٹس کو چالیس روپے ماہانہ دیئے جائیں۔ [illegible] اور بکنگ کلرکوں کو اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لگایا جائے۔ (نامہ نگار)

یہودیوں کا جہاز روک لیا گیا

بیت المقدس ۲۵ اپریل۔ یہودیوں کے ایک جہاز کو جس میں تقریباً نو سو کے قریب ایسے یہودی سوار تھے جو ناجائز طور پر فلسطین میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ فلسطین کے ساحل کے قریب ہی روک لیا گیا۔ پروگرام کے مطابق اسے آج حیفہ پہنچنا تھا۔

فن لینڈ کی امداد کیلئے روس کی شرط

لندن ۲۶ اپریل۔ روس اور فن لینڈ میں جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ روس اسی صورت میں فن لینڈ کی مدد کریگا جبکہ اس پر حملہ ہو چکا ہو۔ یہ مدد اس صورت میں نہیں دی جاسکے گی جبکہ فن لینڈ کو محض بیرونی حملہ کا اندیشہ ہو۔ اس صورت میں دونوں ملکوں میں بات چیت ہوگی۔ لندن کے حلقوں میں اس معاہدہ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ مناسب وقت آنے پر ہی اس کی خوبیاں اور خامیاں سامنے آسکتی ہیں۔ (ب ا س)

شیخ عبداللہ اور ریاستی محکمہ کے درمیان شدید اختلافات

ترارکھل ۲۵ اپریل۔ آزاد کشمیر ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ شیخ عبداللہ اور ہندوستان کے ریاستی محکمہ کے درمیان دیوان اور وزیر اعظم کے اختیارات کے معاملے میں زبردست اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ ہندوستان کا محکمہ اب بھی دیوان کے اختیارات کو برقرار رکھنا چاہتا ہے لیکن شیخ عبداللہ اس بات پر مصر ہیں کہ تمام اختیارات وزیر اعظم کو ہی ملنے چاہئیں۔ ریڈیو نے اس امر کا بھی انکشاف کیا ہے کہ چند روز پیشتر مہاراجہ کی حکومت اور ریاستی محکمہ کے درمیان ایک مالی معاہدہ ہوا تھا۔ جس پر شیخ عبداللہ کی بجائے دیوان نے دستخط کئے تھے۔ جس کی رو سے مہاراجہ کی حکومت نے ہندوستان سے کئی کروڑ روپیہ قرض لیا تھا۔ اب مہاراجہ کی حکومت نے مزید قرضہ حاصل کرنے کی درخواست کی ہے۔

ایم۔ اے۔ او کالج میں مناظرہ

لاہور ۔ اپنے رپورٹر سے ۔۔ ۲۶ اپریل
کل شام کے ساڑھے ۶ بجے ایم۔ اے۔ او کالج میں طلبہ کے درمیان پردہ کے موضوع پر دو گھنٹے تک مناظرہ ہوتا رہا جس میں پردہ کے حق میں بولنے والوں کا گروپ کامیاب رہا۔ پردہ کے حق میں بولنے والوں کی تعداد آٹھ اور خلاف بولنے والوں کی تعداد پانچ تھی دونوں طرف سے ایک ایک طالبہ نے بھی بحث میں حصہ لیا بہترین تقریر کرنیکا پہلا انعام محترمہ ذکیہ بیگم نے حاصل کیا۔ آپ نے پردہ کے حق میں تقریر کی تھی۔

فلسطینی عربوں کو فوری مدد پہنچائی جائیگی

لیک سکسس ۲۵ اپریل۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے نمائندے فلسطین کی نگرانی کے بارہ میں غیر رسمی طور پر مذاکرہ کر رہے ہیں۔ ان مذاکرات میں خاص طور پر برطانیہ اور فرانس کی سکیم پر غور کیا جا رہا ہے۔ سکیم کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تھوڑے عرصہ کے لئے ہے۔ طویل عرصہ کی سکیم میں مرقوم ہے کہ فلسطین میں گورنر جنرل مقرر کیا جائے۔ جس کی امداد کے لئے ایک کونسل قائم کر دی جائے۔
اسی اثناء میں مشرق وسطی کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ عراق۔ لبنان اور شرق اردن کے ممالک فلسطین کے عربوں کو فوراً مدد دینے کے سوال پر غور کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ایک سکیم بنا لی ہے۔ لبنان میں یہودیوں کے خلاف زبردست غم و غصہ پایا جاتا ہے کل بیروت میں یہودیوں کی دکانوں پر حملے کئے گئے۔ اسی طرح یہودی محلوں میں دھماکے بھی ہوئے۔

موضع بیرا کے چالیس گھر جل گئے

پٹنہ ۲۵ اپریل۔ ضلع دربھنگہ کے موضع بیرا میں خطرناک آگ لگ گئی۔ جس سے چالیس کے قریب مکان راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ اور ایک سو تیس اشخاص بے گھر ہو گئے۔